۷۸۶

شاعری جُزویست از پیغمبری

احسانِ عشق

محمد عبدالرحمن نشاط مدراسی

رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۳ھ اپریل سنہ ۱۹۲۵ء

مطبوعۂ شاہ الحمیدیہ اسٹیم پریس مدراس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید اللّٰھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید ۵

الہامِ عشق

از بہرِ جماد نشۂ ہوش ربا
نامی را حسّ لذّت و درد نما

حیوان کو ذوقِ شہوت و رنج آذیٰ
کھفی کو ڈر بھی ساتھ مستقبل کا

دہری کو کمانِ یاس و تشویشِ فنا
آوا گونی کو حزن و خوفِ کرما

فاسق کو عیشِ غفلت و فزع و دعا
قانت کو شکر و صبر و امیدِ جزا

عاشق کو وجد و حال و ارمانِ لقا
واصل کو بیخودی و مستی انا

کامل کو قربِ فرض و تسلیم و رضا
مرسل کو دو قرب اور فکر امت کا

شفا طبیبِ قلوب ہے تربت کیا
مٹی میں ہے ربِّ عالمین کا جلوا

۳۳

اے ہند کے پیرِ ہمارے داتا
سائل ترے دروازے کے ہیں شاہ و گدا
اجمیر کو جا کر کوئی دیکھے تو ذرا
میٹ کر لاتا ہے رنگ عاشق کیا کیا

۳۴

کیوں منکرِ قلبِ ماہیت ہیں حکما
کچھ دور نہیں بنے اگر مس سونا
غزالی کی کیمیا ہے اعجاز نما
مٹی کو اس سے نور بنتے دیکھا

۳۵

وہ پاؤں کے چھالے وہ مدینہ کا سفر
مرہم وہ لعابِ دہنِ پیغمبر
اللہ کرے کہ خواب میں آئے نظر
زیرِ کفِ پائے شاہ شاطر کا سر

۳۶

یہ ناز یہ فخر یہ تبختر شاطر
یہ زور یہ شان تجھ میں کیوں ہے آخر
بے برگ و نوائی تو ہے تیری ظاہر
کیا تیرا خداوند ہے شاہِ قادر

۳۷

دونوں پہ سیادت و ولایت کو ہے ناز
دونوں کی طہارت ہے سراپا اعجاز
شوہر یہ ہے ہر وقت درِ مسجد باز
اور بی بی تیس روز پڑھتی ہے نماز

۳۸

فرزندِ رسول جعفر صادق نام
اجداد بھی اولاد بھی خود بھی ہے امام
ہے مرشد و استادِ مشاہیرِ کرام
عرشِ عرفان و فقہ ہے اُس کا مقام

اے وارثِ احوالِ رسولِ اکرمؐ
محبوبِ خدا آئشہؓ حسنِ قدم
تاثیر و عدد مین ہین برابر باہم
پھر نام ترا کیون نہ ہو اسمِ اعظم

اے شیخِ رفاعی ترا ارفع ہے مقام
تو بھی ہے دلیلِ زندگیٔ اسلام
حیران ہین کیا کیا حکما کے اوہام
کرتے ہین تیرے نام لیوا وہ کام

اشعار ہین حافظؒ کے سراسر الہام
ہین حضرتِ عشق کے وہ گویا پیغام
رومی کی بانسری کنھیّا کے مقام
صوفی کی شراب اور جمشید کے جام

تھا ریب و ریا سے پاک جس کا ایمان
کونین کے والی پہ تھے جس کے احسان
ڈالا گیا جس کے صدر مین بستر پنہان
ہے اسپہ خلافتِ پیمبرؐ نازان

وہ شارحِ اولِ رموزِ عرفان
وہ کاشفِ اسرارِ حدیث و قرآن
وہ جذب وہ حال اور وہ زورِ بیان
اسلام ہے ابنِ عربی پر نازان

حکمت کی ترقی سے یہ ہوتا ہے عیان
یوروپ و امریکہ و چین و جاپان
سب لائینگے تیری مثنوی پر ایمان
امّی کی کتاب جس کی ہے روحِ روان

وہ زورِ یدِ الٰہی و خیبر شکنی
وہ شانِ ابوترابی و مردہ وشی

صدیق، ولیؔ شہید، ہادیؔ، جہدیؔ
واللہ کہ مظہر العجائب ہے علیؔ

۴۶

جس وقت خلافت پہ مصیبت آئی
اسلام کے تھے وکیل سبطینِ نبیؐ
ملک ایک نے قربان کیا جان ایک نے دی
ہے بارِ امانت سے خلافت ناشی

۴۷

علامۂ مجتہد حکیمِ صوفی،
روشن دل و مستجاب دعوات و ولی
آئینۂ صورت و دل و جانِ نبیؐ
یعنے ہادی مرا حسینِ جہدی

منقبت و مدح

۴۸

سلطانِ علوم پالکی میں تھا سوار
شاہِ مدراس بن گیا آپ کہار
دونوں کیا تھے اسی سے ہوگا اظہار
مشتے باشد نمونۂ از خروار

مدح

۴۹

پروانہ و عندلیب و کبک و حربا
شمع و گل و نیرین کے ہیں شیدا
حیوان ہیں حسن کو بھلا جانیں کیا
آنکھوں میں حسینوں کی ہے تیرا چہرا

۵۰

بیرسٹر و عالم و حکیمِ دانا
ہونگے اوصاف اور بھی انکے سوا
لیکن عشقِ نبیِؐ اُمّی ابجدا
اقبال کو تو نے آکے اقبال کیا

۵۱
کس کی دامن نہیں ہے تیری سرکار؟ — دُربار نہیں ہے کس پہ تیرا دُربار؟
فرقِ اقبال کیوں نہ ہو تجھ پہ نثار — ہے آج خلیفہ بھی تیرا منصب دار!

۵۲
سلطانِ علوم ظلِّ ربِّ علّام — دارائے دکن امیرِ اہلِ اسلام
مخدوم و ملاذِ ہند و محبوبِ انام — شاہِ عثمان ہے ملک و ملت کا نظام

منفرقات

۵۳
اسلام نے شرک کو جہان سے کھویا — اب رسم کی طور پر ہے بُت کی پوجا
فارق کیا چیز ہے میں اس سوچ میں تھا — آوازِ سروش آئی کرما کرما

۵۴
سرِّ صوفی کی جستجو ہے بیجا — زاہد پر وانگی مگس کو ہے بلا
جبری سے پوچھ اس کو کیا خاک ملا — بیدل ہی کے سر کو راس ہے یہ سودا

۵۵
جسرِ موصلِ اجل کو ہے وہ پاتا — یہہ ہادمِ لذات سے ہے گھبراتا
امید اوسکی ہے روز افزوں بخدا — ہر آن ہے اس کا خوف بڑھتا جاتا

۵۶
رسم و حدِ دنیا پہ بہت غور کیا — رومی و غزالی کی کتابوں کو پڑہا
دنیا کی حقیقت کو مگر پا نہ سکا — الکشن ہی نے یہہ معمّا کھولا

۵۸
کیا ہے جسم و خیال؟ صورت صورت
لازم عرض انکا کیا ہے؟ حرکت حرکت
محور دنیا کا کیا ہے؟ غفلت غفلت
ہے دین کا کیا مدار؟ الفت الفت

۵۹
اک بحر مین اشعار ہین دفتر دفتر
جن مین ہین کُل مراتبِ خیر و شر
کھل جائیگا اس مثال سے سرتاسر
ہے وحدت و کثرت مین تعلق کیونکر

۶۰
ہے نفس کا ادّعاے توحید غرور
یہہ بندۂ زر ہے اور وہ عابدِ حور
کب تھا وہ ایاز کی پرستش سے نفور
محمود اگرچہ بت شکن ہے مشہور

۶۱
کیونکر جیئین زیست ہو گئی ہے دوبھر
کیا موت کو چاہین کہ گناہون کا ہے ڈر
جینے مین قلق ہے اور مرنے مین خطر
رحمت رحمت کا ورد ہے شام و سحر

۶۲
قول و عمل و جذبہ و اخلاق و خیال
ہین حضرتِ عشق کے یہہ سارے اشکال
حبِ جان و جہان ہے گر حسن و کمال
سودا جان و جہان کا ہے قبح و زوال

۶۳
ہے فنّ نجوم مین برہمن کامل
کرما و تناسخ کا بھی ہے وہ قائل
اضداد کا اجتماع خود ہے باطل
تاویلاتِ ضعیف سے کیا حاصل

۶۴
یورپ والو بہت ہراسان ہم ہین
درماندۂ حادثاتِ دوران ہم ہین

دل دل کی جگہ نہین پریشان ہم ہین
اے چرخ رہے یاد مسلمان ہم ہین

دنیا مین ہین ہم عصمتِ مریمؑ کے گواہ
اور آپ کو بھی مانتے ہین روح اللہ
پھر کیون یورپ کی پھر گئی ہم سے نگاہ
عیسیٰ کہئے تو کچھ ہمارا ہے گناہ؟

جیتا ہے جو مرنے کو بُدھی ہے وہ بُدھی
جینے پہ جو مرتا ہے وہی ہے دہری
مرنے کا نہ غم اُسے نہ جینے کی خوشی
مردہ بھی ہے زندہ بھی ہے شاطر صوفی

محروم ہے دو جہان کی لذت سے بدھی
دہری کو ہے دوون کی غم آمیز خوشی
زاہد کو ہے امیدِ نعیمِ ابدی
ہر حال مین مست ہے مگن ہے صوفی

*

نعت و منقبت (بے التزام چہار قافیہ)

میت کو زمین پہ سیر کرتے دیکھا
شیطان کو انسان سے ڈرتے دیکھا
دیکھا شق القمر زمانے مین ترے
سورج کو بھی ڈوب کر ابھرتے دیکھا

ہے نزع مین باپ۔ پاس گریان دختر
دیتا ہے اسیکو اسکے مرنے کی خبر
کس شان کے بندے ہین کہ دونون خوش ہین
رحمت ہو خدا کی تا ابد دونون پر

کیا ہے اسلام؟ عاشقی۔ قربانی
جس کا سہرا ہے اور سرِ ابراہیم

کی ابنِ ذبیحین نے تکمیل اسکی
تیرے سر کی قسم ہے لے ذبحِ عظیم

ش ۵۰
جینے مرنے سے جس کے کچھ نفع نہین
انسان ایسا کسی نے دیکھا ہے کہین
اے زندگیٔ احمدؐ ولے مرگِ حسینؑ
فیضِ محی و ممیت کا ست ہو تمہین

ش ۵۱
ہے وارثِ انبیا رسولِؐ دوجہان
اس کے وارث بتولؓ و شاہ مردانؓ
ہین ان کے کمالات کے وارث سبطینؓ
وارث ان کا ہے شیخؓ جنؓ و انسان

ش ۵۲
اے عاشق و معشوقِ خدائے کونین
وارث ہین ترے حال کے دو نور العین
غوث الاعظمؓ ہے فرد معشوقون مین
عشاق کے کاروان کا سالار حسینؑ

ش ۵۳
تھے اہلِ عرب زبان پہ کیا کیا نازان
کی ایک اُمّی نے بندان سب کی زبان
پھر اس کے خلف نے بھی دکھایا اعجاز
پھر اک عجمی سے دب گئے اہلِ لسان

ش ۵۴
اے بوالارواح اے نبیٔ اُمّیِ
جاری ہے تیرا فیضِ جلی فیضِ خفی
تھا مسجدِ اقصیٰ مین یہ وِردِ جبریلؑ
تو اور ہے لے صاحبِ قرآنِ علیؓ

ش ۵۵
نجران سے وفدے کے راہب آئے
ٹھہرائی مباہلہ کی روح الحق نے
چرخِ چارم سے بولے یوں روح اللہؑ
نادانو مباہلہ اوران پانچون سے

اللہ رے فیضانِ نبیِ اُمّی ‏— چھوڑا قرآن صراحت اور ناطق بھی
ہے سارے تصانیف پہ وہ سایہ فگن ‏— اور تحتِ قدم اسکے ہیں جتنے ہیں نبی

نسلِ اسحاقؑ ہیں بہت سے ہیں نبی ‏— اسماعیلی ہے، اک نبیؐ عربی
اولاد حسینؑ ہی میں ہیں جملہ امام ‏— قطب الاقطاب ایک تو ہے حسنی

منقبت

اللہ کا شیر اور وصی احمدؐ کا ‏— معصومہ کا زوج مومنوں کا مولا
خیبر کی وہ فتح یہہ یمن کی تسخیر ‏— غالبؔ کس کو نہین علیؑ پر غبطہ؟

قدرت مین خدا کی نہین ایسا جوڑا ‏— انکی اولاد کیون نہو نورِ ہُدا
بی بی کو ملی ہے انبیا کی عصمت ‏— شوہر وارث شجاعت و حکمت کا

بے عیب تھا بے داغ تھا بے کینہ تھا ‏— سینہ نہین نور کا وہ آئینہ تھا
سینہ سے لگایا تھا نبیؐ نے جسکو ‏— سن اے نادان عُمر کا وہ سینہ تھا

فارس والے کا جب ستارہ چمکا ‏— دینِ بیضا سے بن گیا نورِ ہُدا
ہے شاملِ اہلِ بیت اللہ رے وہ ‏— اور مرشد امام جعفرِ صادقؑ کا

آئینۂ علم و فیضِ مرشد میرا ‏— ہے وارثِ حالِ خامسِ آلِ عبا
ہمنام خلف بھی ہے خلیفہ بھی ہے ‏— تفسیرِ حسینی کا ورق ہے گویا

۵۳ھ

اقلیمِ ہند میں ہے وہ بے ہمتا
کشفِ اسرارِ دین پہ ماموُر جو تھا
زیبا ہے اُسے حکیمِ امت کا لقب
بے حجتِ بالغہ نہیں یہہ دعوٰی

۵۴ھ

ظلمات ہے جسم اور دل آبِ حیات
صورت حبشی کی ہے ملائک کے صفات
تپتی ہوئی ریت پر وہ دن بھر جلنا
اور پھر وہ احد کا ذکر اللہ رے ثبات

۵۵ھ

وہ مومنِ اول اور وہ مونسِ غار
تن من دھن جس کا تھا پیمبر پہ نثار
دی روح نبیؐ اُسکے اخلاص کی داد
جب اس نے کیا بتولؓ سے استغفار

۵۶ھ

مقتولِ خنجرِ ستمگر ہے عمرؓ
مدفونِ روضۂ پیمبر ہے عمرؓ
ارضِ موعود فتح کر لی اس نے
شانِ ختمِ رسل کا مظہر ہے عمرؓ

۵۷ھ

اللہ رے جلال اور جمالِ باہر
عقلِ مُلک وجن و بشر ہے حائر
کہتا ہے یہی اخذ یہی احمدؐ بھی
میں ہوں میں ہوں کہاں ہے عبدالقادرؒ

۵۸ھ

ہے قابلِ عشق کس قدر قلبِ بشر
اور ہے اس کیمیا کا کس درجہ اثر
نادیدہ عاشقِ قرن کو دیکھو
نہ چرخ و عقولِ عشرہ بھی ہیں ششدر

۵۹ھ

وہ صاحبِ قربِ خاص بسطام کا پیر
سلطانِ عشق کی وہ گویا تصویر
حیران ہیں ابو تراب بخشی کیا کیا
اللہ رے جلالِ پوستین پوش فقیر

۹۰
کعبہ مین وہ قرآن کا پڑھنا بے باک ‌ ‌ رکھنا وہ لگائے دل سے نعلین پاک
وہ فقہ وحدیث مین خداداد کمال ‌ ‌ بحرین علم وعشق ویک کوزۂ خاک

۹۱
سرتاج شہور خود ہی تھا ماہ صیام ‌ ‌ زہرؓا و علیؓ بڑھا گئے اور اکرام
بست ویکم وسوم کو جن کا ہوا وصل ‌ ‌ پیدا ہوا چوبیسوین کو اُن کا غلام

۹۲
وہ صوفیٔ باصفا وہ گنجہ کا حکیم ‌ ‌ پائی تھی جس نے خضرؑ سے بھی تعلیم
میدان وغا مین پھونکتا ہے جب صور ‌ ‌ کیا کیا ہیجان مین آتے ہین عظم رمیم

۹۳
ہے اس کا کارنامہ نشر قرآن ‌ ‌ نورین حقوق پر ہین اسکے برہان
اے صلح حدیبیہ واے جنگ تبوک ‌ ‌ تم دونون جانتے ہو کیا تھا عثمانؓ

۹۴
اے وادیٔ طف کعبۂ عشق وعرفان ‌ ‌ تجھ پر سے دل ودماغ شاطر قربان
دونون کو کیا سے کیا بنایا تو نے ‌ ‌ دی شعر کو جان فلسفہ کو ایمان

۹۵
عالم عابد کریم عادل سلطان ‌ ‌ مرتاض ولیٔ کامل وقطب زمان
زیبا ہے لقب خلیفۂ پنجم کا ‌ ‌ کس درجہ وہ سادات کا تھا مرتبہ دان

۹۶
قرآن کے اسرار کا ہے گنجینہ ‌ ‌ انوار نبوت کا ہے وہ آئینہ
کہتے ہین اُسے مدینۂ علم کا باب ‌ ‌ لوح محفوظ ہے علیؑ کا سینہ

خاتم کو قرب قرب یا او ادنیٰ
اِنّا اعطینا کی فتح رضی ہے ضیا
شاطر کو گدیۂ درِ آلِ عبا

ماذاغ وماطغیٰ نتیجہ اوس کا
لولاک کا ملزوم وما ارسلنا
اعجاز الہام کیا۔ دعائے زہراؑ

حق ہمہ حق بحق بحق کر دادا
اعیان ثابتند فارق مرتبہ ہا

در سنتِ حق لن تجد تبدیلا
اس نقطہ پہ ارتقا سے جب انسان پہنچا
اندیشہ بنا براقِ گردون پیما
بر وقت رسول یہ بتانے آیا
معقول ہے مرجو ہے بقا بعدِ فنا
اور ڈالی سیاست و تمدن کی بنا
اب مرکبِ عقل تھک گیا خوب ہوا
اور اپنی خودی کو مرکزِ شر دیکھا
ہے قتلِ غلام گرچہ شیئاً نکرا
مکشوف ہوا غلطا تو مشہود ہوا

تصدیق یہی ہے دین حکمۃ کی بنا
معراج و امانت کا سزاوار ہوا
دل نے حق و یقین کو جانا مانا
بمثلِ قوی علیم ہے ایک خدا
اَنتم تُجزون ما خلقتم عبثاً
ڈوبا دل فکرِ مغفرت مین ڈوبا
دل موقفِ عشق پر قلم تک پہونچا
جف القلم آئینہ ہے لاحول نما
خضر اور وما فعلتہ بھی ہے بجا
معقول ہے خلق اور محسوس خدا

اِشراف خاطر و کرامت کے سوا
پایا واصل نے عیشِ سرمد آ لما!

الہام عشق رمضان المبارک کی اکیسوین کا فیض ہے۔ شعر بھی اکیس ہی ہین۔
اندازہ کرو کہ باب العلم کی غلامی نے شاطر کو کہان سے کہان پہونچا دیا ہے

۹۷ وہ رقص وہ وجد و حال بیتابانہ
میرے خواجہ کے نعرے وہ مستانہ
وہ مَی کے زور اور وہ نَے کے شور
اجمیر ہے یا پریم کا بُت خانہ

---

۹۸ اے مرکزِ علم و عمل و عشقِ نبیؐ
عالی ہے ترا مقام اور نام علیؓ
ایمان و جان و دل سمجھتے ہیں تجھے
سارے صدیق سب شہید اور ولی

---

۹۹ خاتم ہو خلافت کا مشیت یہہ تھی
اس شاہ میں کس بات کی تھی وہ کمی
فاروق تھا فاروق تھا فاروق تھا وہ
صدیق تھا صدیق تھا صدیق علیؓ

---

۱۰۰ ہے فقر کے آسمان پہ تیری کرسی
میں پائے بگل ہوں بوترابؓ ادرکنی
شرماتے تھے نوریوں کو تڑپاتے تھے
وہ نیم شبی نالے وہ غری غیری

---

۱۰۱ جس کے ایمان کے تھے مشتاق نبیؐ
اسلام نے جس سے شان و شوکت پائی
منکر ہیں رکھیں وہ کوئی اور نہیں
ہے صہرِ رسول اور دامادِ علیؓ

---

۱۰۲ کس شان سے مکہ کا دلیر آتا ہے
اسلام کی تائید کو شیر آتا ہے
جبرئیل نے دی خانہ ارقم سے ندا
دیوِ سرکش کو کرکے زیر آتا ہے

---

۱۰۳ ہمدوش نبوت ہے ولایت تیری
ہے ہمسرِ معجزہ کرامت تیری
اللہ کے ملک پر ہے قبضہ تیرا
ظاہر ہے ترے نام سے قدرت تیری

قنبرؓ کا فخر ہے غلامی تیری ۔ اپنے آقا سے کر سفارش میری
کرعرض کہ شاطرؔ رہے کبتک محروم ۔ دیدار سے اسکے آپ جسکے ہین وصی

منقبت و مدح

۱۹۰۳ء

الفاظ کی بندش و فصاحت دیکھو ۔ مضمون کی جدت و بلاغت دیکھو
ہے سہلِ ممتنع کلامِ اکبرؔ ۔ محبوبؑ الٰہی کی کرامت دیکھو

مدح

۱۹۰۶ء

بخت اسکا منور رہے مثلِ خورشید ۔ عالم مین معزز ہو بہ مثل جمشید
اس پر رہے رحمت رسولؐ انور ۔ اے عرشِ عظیم والے اے ربِّ مجید

۱۹۰۷ء

ہمدردئ ملک و ملت اسکا تھا شعار ۔ سید مرحوم پہ ہے قوم نثار
شمعِ اسلام کا وہ پروانہ تھا ۔ ہوتے اے کاش ایسے کا فرد و چار

۱۹۰۳ء

وہ جدتِ الفاظ و معانی کی بہار ۔ تخئیلِ غریب کا وہ پھولا گلزار
وہ نظم و نثرِ فارسی و اردو ۔ وہ سب سے الگ روش وہ نادر افکار

۱۹۰۵ء

رنگینئ مضمون ہے کہ جنت کی بہار ۔ اشعار روانی مین ہین سیلِ کہسار
الفاظ عجیب ٹھاٹھ کے ہین لیکن ۔ گفتار ہے طوطی کی نہین صوتِ ہزار

۱۹۱۱ء

مدراس مین اپنا خاندان ہے ممتاز ۔ تجھ پر ہے اسے اور نہ ہو کیونکر ناز

جب تک تو چاہے زندہ رکھے تجھے حق | ہو صحتِ جسمانی و قلبی دمساز

۱۱۱ھ

مسلم کو وہ دیتا ہے رجا کی تعلیم | ساتھ اس کے ہے اسرارِ قدر کی تفہیم
اللہ رے ظہورِ رحمتِ ربِّ رحیم | گنج غیبی ہے دستِ عثمانِ کریم

۱۱۲ھ

تھا بارِ امانت اور بارِ عصیان | نواب کا بھی سر پہ اٹھایا احسان
اے چرخِ خمیدہ پشت شاطر کو دیکھ | ہین اک کفِ خاک پر کئی کوہِ گران

۱۱۳ھ

میر و سودا و درد و داغ و مومن | نظم و شوق و امیر و شاد و محسن
ہر ایک کا رنگ ہے جدا ڈھنگ جدا | کس جوہر پہ نہین ہے نازان معدن

۱۱۴ھ

ہے اسکی زبان صاف شیرین پیاری | یا نہر ہین بہشت مین ہی جاری
اڑتے ہین جگر سے خون کے فوّارے | الفاظ بزنگِ نیشتر ہین کاری

۱۱۵ھ

کیسی تندی ہے اور کیسی تیزی | کیسی مستی ہے اور کیسی گرمی
اعصاب مین بجلیون کو دوڑاتا ہے | کرتا ہے جگر کباب جامِ عرفی

۱۱۶ھ

اگلے ہین دہن سے لعل کیسے کیسے | تشبیہین نئی ہین استعارات نئے
کیا شوکتِ الفاظ ہے کیا زورِ بیان | لیکن لگتے نہین جگر پہ چرکے

۱۱۷ھ

دورِ حاضر مین کیون نہو لا ثانی | فخر رازی ہے شبلی نعمانی

تاریخ کو فلسفہ بنا کر چھوڑا پیدا کئے وہ دلائلِ برہانی

متفرقات

۱۱۸
دیکھو فیضِ غلامیٔ آلِ عبا کیا خلعت نورِ ذہن نے ہے پایا
اوہام سے پاک ہیں مضامینِ شاطر الہام ہے القا ہے تخیل کیسا

٭

رباعیات بے التزام چہار قافیہ

حمد و نعت و منقبت

۱۱۹
زیبا ہے فقط ربِ محمدؐ کو سجود اور جدِ حسینؑ کو مقامِ محمود
ہیں خیرِ امم ہی کے لئے اے شاطر اسرارِ وجود اور انوارِ شہود

۱۲۰
ہے رب میرا رحمٰن حکیم اور قدیر رحمت ہے مرا نبی شفیع اور بشیر
کہتا ہے جو لاتخف غلام اسکا ہوں کیا ڈر ہے مبشر بھی ہوں میں ای تقدیر

۱۲۱
ہیں شاہدِ علم و جودِ ربِ کونین عالم اور حضرتِ رسولؐ الثقلین
ہیں ختمِ نبوت پہ بھی شاطر دو گواہ قرآنِ حکیم و سرِ تسلیمِ حسینؓ

۱۲۲
کیا ہو سکے حمد و نعتِ اللہ و نبیؐ وہ ربِ محمد ہے یہہ مولائے علیؓ
ہے کون علیؓ زوجِ بتولؓ اور بتولؓ سبطینؑ کی ماں ہے جو ہیں نور و ہادی

نعت

۱۲۳

ای رحمتِ حق ظہور تیرا جو ہوا
قائم ہوی دنیا مین اخوت کی بنا
توحید کی تہذیب کی تکمیل ہوی
تو محسنِ کل ختمِ رسل ہے بخدا

۱۲۴

امّیِ عرب نور کا تو ہے پتلا
وہ تیری کتاب وہ کتابی چہرا
کانون نے دماغون کو کیا اُسکا مطیع
آنکھون نے کیا دلونکو اسکا شیدا

۱۲۵

اے ذروۂ طورِ ارتقاے خلقت
آئینۂ لولاک ہے تیری سیرت
تاریخ کا فتوی ہے کہ تو خاتم ہے
یعنی فعلِ عبث ہے ننگِ فطرت

۱۲۶

سمجھے امّی کو سنکے قرآن شاعر
دیکھا شق القمر تو جانا ساحر
مجنون کہا شعب سے نکلے جو رسولؐ
کیا عقل کے دشمن تھے عرب کے کافر

۱۲۷

تا حشر رہے پیشِ نظر یہہ تصویر
یہ ہے مرے خوابِ زندگی کی تعبیر
دل سجدہ کنان تپان ہے آنکھین گریان
اس حال مین قال کا ہے کیا ذکر نکیر

جواب نکیر

۱۲۸

حکمت بھی ہے سحر بھی ہے تیری تقریر
اس ذات کے عشق کی ہے کیسی تاثیر
لے نومِ عروس ہو مبارک شاطر
اللہ رے تو واہ رے تیری تقدیر

۱۲۹

شاہد ہین عدو یہہ ہے ترا فضل و کمال
شاعر کا لقب ہے علم و حکمت پر دال
ساحر کے خطاب سے عیان ہے اعجاز
مجنون کے لقب سے ہمت و استقلال

۱۳۰

تاریخ مین جلوہ گر ہے سیرت تیری
موسیٰ عیسیٰ بدھ اور کرشن کہتے ہین،
باقی ہے کتاب اور خلافت تیری
اے جان رسالت ہے رسالت تیری

۱۳۱

صدقہ سے وصی کے خواب ایسا دیکھا
مہرِ فلک اور سمتِ ذرہ حرکت
جس پر ہے ناز چشم و دل کو کیا کیا
بحرِ کرم اور سوئے قطرہ بڑھنا

۱۳۲

ہے پنجتن پاک کا سر پہ سایا
دارین مین سرخرو رہیگا شاطر
پابوسیٔ غوث سے سرافراز ہوا
مرشد نے بارہا یہی فرمایا

۱۳۳

موجود ہون دو ایک ارادہ تو جفا
دو موجود اور دو ارادے یہ جھوٹ
موجود ایک اور دو ارادے بیجا
موجود ہے ایک۔ ایک ارادہ بخدا

۱۳۴

چاہے جو خوشدلی سے جینا مرنا
بعث و تقدیرِ حق پہ لانا ایمان
سن لے دو باتین پیر ہو یا برنا
حیِّ قیوم سے محبت کرنا

۱۳۵

حول و قوت سے اپنی باز آ باز آ
امّارہ و لوّامہ ہین جب تک باقی
افعال کے خیر و شر سے فارغ ہوجا
ہوتی نہین مغفرت کسی کی بخدا

۱۳۶

ظاہر سے مل رہا ہے باطن کا پتا
العشق ہو اللہ پہ دل ہے مائل
کیون عقل کو ہین ترددات بیجا
الحسن ہو الحق یہ ہے صاد آنکھون کا

۱۳۷ھ

مرنا ہے مقدر مین ضرور اس کے سوا
معلوم نہین کہ خیر و شر ہین کیا کیا
ہے موت اگر خیر تو جینا بھی ہے خیر
اور موت اگر شر ہے تو شر ہے جینا

۱۳۸ھ

کیون تیرِ ملامت کو کمان مین جوڑا
واعظ پک کر جگر ہوا ہے پھوڑا
توڑی سو بار ہم نے توبہ توڑی
دل عرش ہے ایک عرش بھی کب توڑا

۱۳۹ھ

ذاتی جوہر نہ ہو تو ہے ہیچ نسب
اسلاف کی تاریخ ہے افسانۂ شب
گردون کے ستارے تھے خزف پارہ مین
کیا ہو گئے آج اور کل کیا تھے عرب

۱۴۰ھ

تقدیر کو دیکھے چشمِ دانش کی یہ تاب
لاکھون ہین سنّتِ الٰہی کے حجاب
پیشین گوئی ہے وحی و الہام کا کام
کامل کا دل ہے لوحِ محفوظ کا باب

۱۴۱ھ

تاریخ نویسی سے مجھے کیا مطلب
شیوہ یہہ مرا نہین ہے آگاہ ہین سب
اصرار سے محسن کے کیا ہے وہ کام
جس کام کا ای دل مجھے آتا نہین ڈھب

۱۴۲ھ

مطلق وحدت ہے اور مقید کثرت
جسم و زور و مکان و وقت و حرکت
بیحد بھی ہین سب کے سب اضافی بھی ہین
صوفی کی با ہے اینسٹن کی ہمت

۱۴۳ھ

عالم کی محبت ہے جنون و حسرت
دردِ سرِ عقل جان کی ہے الفت
حبِّ فردوس یعنی بیم و امید
عشقِ جانِ جہان مدامی عشرت

١٤٤

ہے موت اسے زہر اُسے آب حیات
روز افزون اسکا خوف ہو اسکی امید
اس کے لئے صبر اُسکے حق مین ہی نبات
گر منکر و مومن کو ہو غفلت سے نجات

١٤٥

اردو مین ہے اچھے شعرا کی کثرت
لیکن اقبال انیس اکبر شاطر
کس کی نہین کچھ نہ کچھ وطن پر منت
چارون کا تخیل ہے مفید ملت

١٤٦

کذب و مکر و فریب و ظلم و تہمت
یہہ سب آئے ہین ساتھ الکشن کے
طول امل و بغض و لجاج و نوثت
ابلیس! مبارک تجھے خواب راحت

١٤٧

شمس العلما ہون اور لسان الحکمت
سرکاری مترجم اور مشرک بھی نہین!
استاد کی گرچہ کم ہے مجھ پر منت
گو شاہ نہین تاج ہے سر کی زینت!

١٤٨

ہے شیر شریعت تو حقیقت شکر
جہد اور دعا رہے توکل کے ساتھ
کچھ جبر کچھ اختیار ہو مد نظر
طائر کے لئے ضرور ہین دونون پر

١٤٩

یہہ موت سے وہ حیات سے ہے بیزار
جینا مرنا ہے ایک صوفی کے لئے
دہری کا بہشت پیر و بدھ کو ہے نار
دارین مین ساتھ اسکے ہے اسکا ولدار

١٥٠

انسان کی خلقت کا عجب ہے ہنجار
خود غرضی و عقل اور یہ بو العجبی
خود غرضی ہے شعار اور عقل دثار
اللہ کا انکار اجل کا اقرار

۱۵۱

کہسار سے جھوم کر وہ اٹھا ہے ابر — ساقی آ۔ لا وہ چیز لا کب تک صبر
سینے مین ہے دل کباب سوزِ غم سے — آخر مومن ہون رحم کر رحم۔ نہ گبر

۱۵۲

واعظ! دل رندان کی تجھے کیا ہے خبر — وہ موم کبھی ہے اور کبھی ہے پتھر
کل پی نہ سکے تھے ذکرِ دوزخ پر اشک — بھر بھر کر آج پی رہے ہین ساغر

۱۵۳

تخییل سے بہرہ یاب ہے ہر شاعر — تخییل سے ہے فرقِ مراتب ظاہر
اللہ بنائے جسکو صاحب اعجاز — اس کی تخییل کیون نہوگی نادر

۱۵۴

کب تک یہہ صدمۂ جانکاہِ فراق — مدفن ہو بقیع اور مسکن ہو عراق
رخصت اے ہند الوداع اے مدراس — تم مین رکھا ہے کیا بجز بغض و نفاق

۱۵۵

معصوم اگر رسولؐ تھے کیا حاصل — جب تک نہ ہو دو باتون کا بھی تو قائل
جبرئیل امین تھے سہو و نسیان سے بَری — اور زمرۂ اصحابِ نبیؐ تھا عادل

۱۵۶

افعال نہین اس کے غرض پر محمول — راضی برضا ہے وہ ظلوم اور جہول
عاشق کو جلائیگا جہنم کیا خاک — کہتے ہین جسے عشق ہے طلقِ محلول

۱۵۷

دہری حکما کے متحیر ہین عقول — ظاہر ہوے کس طرح ریاضی کے اصول
انسان تو پیدا نہین کرتا ان کو — اور ہے معدوم جو ہے مطلق مجہول

١٥٨
اِخبارِ نبی کا ہے قضائے مبرم
وہ غلبۂ روم اور وہ فتحِ عجم
پیشین گوئی سے بڑھکے ہے کونسی چیز
توحید و رسالت پہ دلیلِ محکم

١٥٩
ایمان ہے علم اور عمل ہے اسلام
احسان جسے کہتے ہین وہ ہے عشق کا نام
علم و عشق و عمل دماغ و دل و دست
اصلاحِ قوائے نفس مذہب کا ہے کام

١٦٠
تخمِ ناپاک بو گیا تھا بنتقام
اسپنسر و مل نے کیا ہیر اب کام
اثمار سے روس نے بنائی ہے شراب
انگورہ کی مستی ہے اسیکا انجام

١٦١
مزدک کی ہی کماں کا رنگین جام
فیروز کی تیغ اور عصمت کی نیام
اللہ رے نظر فریبیٔ رنگ و ریا
وہ شام تھا سمجھے تھے جسے ہم بسطام

١٦٢
اللہ کے بندون کی عجب شانین ہین
مٹی کی مورتون مین کیا جانین ہین
اِشرافِ خاطر اور خرقِ عادات
مذہب پہ زبردست یہہ برہانین ہین

١٦٣
دنیا فانی ہے کل من فیہا فان
لیکن ڈرتا ہے موت سے صرف انسان
اعمال و عقائدِ صحیحہ ہین ضرور
تا جیتے جی اس ور د سے مل جا امان

١٦٤
مجبور ہین کچھ کہہ بھی نہین سکتے ہین
ہے جی مین کچھ اور منہ سے کچھ بکتے ہین
افتادہ و خاکسار ہین مثلِ زمین
لیکن ہم آگ بھی دبی رکھتے ہین

سباعیات

نعت

ایوبؑ بھی یحییٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی
داؤدؑ و سلیمانؑ بھی ہے اور موسیٰؑ
اللہؐ کا مظہر اتم ہے یعنی
اضداد کا جامع ہے نبیؐ امیؐ
سمجھو اگر اخلاق کو جرم فلکی
مرکز محور مدار سب کچھ ہے وہی
تاریخ میں بھی ثبت ہے سیرت اُسکی

آئینۂ مریمی و روح قدسی
تشکیل بشری اور خواص مُلکی
نزغ شیطان سے فطرۃً تھا جو بری
تھی غیرت سن رشد جس کی طفلی
دم جس کا تھا محی لمس جس کا شافی
شاہوں کا فخر ہے غلامی جس کی
تھا حضرت خاتم کا مبشر وہ بھی

وہ ملک کا ترک جستجو وہ حق کی
شہوات کُشی کی وہ سبق آموزی
بدھ پا نہ سکا حقیقت درویشی
ترک خواہش کہاں کہاں ترک خودی
وہ تاسیس خلافت ربانی
وہ ترک کا ترک وہ عرب کی شاہی
الفقر اذا تم ھو اللہ ہے یہی

خماسیات بہ ترتیب مضامین فی حروف تہجی

اللہ کا ایک تو ہے مظہر پورا
یعنی وحدت مین ہے تعین تیرا
جتنے ہین کمال سب مین تو ہے یکتا
ایسا کوئی محبوب نہ ہوگا نہ ہوا

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

١٦٥

مشکل ہین ہر اک بشر کا منھ تکتے ہین — کیون شرم گنہ سے دعا بھی کر سکتے ہین
اے چرخِ ستم پیشہ سمجھ کر کر ظلم — عاجز ہین مگر ہم بھی خدا رکھتے ہین

١٦٦

سرپٹ جاتا ہے توسنِ عمرِ روان — نہ پاؤن رکاب مین نہ کف مین ہے عنان
گھوڑے پر ہم ہین خوف ہم پہ ہے سوار — ہر گام پہ ڈر ہے کہ گرائیگا یہان

١٦٧

میخانہ مین رات دن پڑے رہتے ہین — پیمانہ کی گردش کے ستم سہتے ہین
تو کس سے ڈراتا ہے ہمین اے واعظ — کیا اُس سے جسے غفور بھی کہتے ہین

١٦٨

ہم عرش ہین ہم چرخ ہین اور ہم ہی زمین — ہم جن ہین ہم ملک ہین ہم حور العین
افرادِ موالیدِ ثلاثہ ہین ہم — ہم کیا نہین بند آنکھین جس دم کر لین

١٦٩

رکھ یاد قساوت مین بھی ہے صبر کی شان — ہوتا ہے تہور پہ توکل کا گمان
ہے کبر مین شکر بخل مین زہد کا رنگ — مشکل ہے مقامات کی سالک! پہچان

١٧٠

ممکن ہو تو یہ نہ جان کیا شی ہے گناہ — بچ اس سے وگرنہ تا نہ ہو حال تباہ
یہ بھی جو نہ ہو سکے تو کر استغفار — عارف تو ہے بدری کہ ہے لاحول پناہ

١٧١

وہ فارسِ میدانِ تہور نہ رہے — بدر و احزاب کے بہادر نہ رہے
حق پر قربان ہونے والے ہین کہان — رونا یہ ہے کربلا کے وہ حُر نہ رہے

۱۷۲
اس خندہ سے ڈر جس سے ہو غفلت ناشی | وہ گریہ نہ کر جو لہر ہے غفلت کی
ہے قابلِ دیدِ خلق و مقبولِ خدا | ضاحک کی بکا ہو یا ہو ضحکِ باکی

۱۷۳
تکلیفین ہین بشر کو کیسی کیسی | شرعی جسمی خیال اور حافظہ کی
پھر اس پہ کرینگے رشک سارے مخلوق | ہو جائے یہ فانی جو فنا فی الباقی

۱۷۴
مرجانے کو آج کون ہوگا راضی | یا کون قبولیگا حیاتِ ابدی
ہر حال مین راضی برضائے حق ہے | کیا بات ہے اے صاحبِ تمکین تیری

ثلاثیات

۱۷۵
اخلاق و سیاست کی ہے مذہب پہ بنا | مذہب جو گیا بولشویزم آیا
اسلام ہی اسکا ہے عدو سب سے بڑا

۱۷۶
معلوم ہین نجاشی و جعفرؓ کے مقال | بوسفیان کے جواب ہرقل کے سوال
یورپ کا تعصب مگر اب تک ہے بحال

۱۷۷
اکبرؔ اقبالؔ محسنؔ اور شاطرؔ کی | تخئیل مین ہے عجب فلک پروازی
ہین غالبؔ وہ تو ہے طلسم معنی

رباعیات فارسی

۱۷۸
دیدم در خواب حضرتِ نعمانؒ را | ہم بر قدم غوثؓ شدم ناصیہ سا

یا رب بطفیلِ شان مرا نیز رسان	بر اوجِ کمالِ فقها و عرفا

۱۷۹

باز آ باز آ زخوابِ غفلت باز آ	از خوف و غم اصلا نتوان گشت رہا
یا عقلِ تو انکار کند از مردن	یا قلب تو آشنا شود مردن را

۱۸۰

یاس و حرمان و خوف و غم این ہمہ نیست	مردن آسان شود چنان باید زیست
گردون بہ مرادِ کس نہ گردد شاطر	دُردے در جامِ خود نہ دارد آن کیست

۱۸۱

مرگِ نواب عبدِ قادر قہر است	در ساغرِ ما بجاے صہبا زہر است
صد گونہ شکایت است در دل اما	مہرے بلبم ز لاتسبوا الدہر است

۱۸۲

آن کو کہ جمالِ خود نمائے تو نہ دید	وان کیست کہ صوتِ بے صدا نہ شنید
وہم و شک و ظن سپس یقین و رویت	ہر کس صہبا بقدرِ پیمانہ چشید

۱۸۳

ساقی چو بہ چشم مست ساغر پیمود	اندوہ و ہراس نیز با عقل ربود
پرسیدم از و عشق سرت گردم چیست	عش لی وق عن سوائی قلبك فرمود

۱۸۴

در نالۂ من سوز و اثر ریختہ اند	سرمایۂ سوداش بہ سر ریختہ اند
معلوم شد از زبانہ خیزیٔ زبان	صد برق بہ قالبِ شرر ریختہ اند

۱۸۵

اے در گردِ مدرسہ بحث و نظر	برخوان سبقے ز لوحِ ننوشتہ بر

تا کے لم و لا و تا کجا قال اقول — تا کے شش و پنج و تا کجا بوک و مگر

۱۸۶

اقبال و اسد سخنوران ممتاز — بر فطرتِ شان ہند و عجم را صد ناز
دارند بدستِ راست تیغِ ہندی — و ندر چپ ساغرِ شرابِ شیراز

۱۸۷

از خاک سرشتند ہمہ پیکرِ عشق — جبریل معترّ است زبال و پرِ عشق
اندیشہ بود ماتِ کمالِ صانع — در قالبِ عقل ریختہ جوہرِ عشق

۱۸۸

حسّان الہند عاشقِ ختمِ رسل! — مینائے عشق را پیامت قلقل
با شعرِ جنون زائے تو آمیختہ اند — بوئے گل و زردیِ گل و شورِ بلبل

۱۸۹

قدری گوید کہ فاعلِ مختارم — جبری داند کہ بندہ ام ناچارم
درمان پئے دردِ زندگی از من پرس — من بیدل و دل بدستِ یارے دارم

۱۹۰

تو جانِ جہانستی و ما را جانان — حبِ تو بود در دلِ مسلم ایمان
حق بین شود آنکہ فیض از نورِ تو یافت — تو مردمِ چشمش و بشر چشمِ جہان

۱۹۱

اسلام جہان راست بہشتے بازین — تخمش زحرا و آبش از بدر و حنین
چون از پسِ قرنے بہ فسردن آمد — دادندش آب و رنگ از خونِ حسین

۱۹۲ه

روشن گہرے نازشِ نسلِ ایران — آورد شموسِ علم از کاہکشان
ہستند عیالِ او فقیہانِ جہان — اعظم بلقبے امام و نامش نعمانؒ

۱۹۳ه

خواہی گر زیستن بہ آئینِ بہین — حق را کارش سپار و فارغ بنشین
خوف و غم و فکر و خشم و یاس و حسرت — خیز و ہمہ از چرا چنان گشت و چنین

۱۹۴ه

راضی بہ رضا زی کہ شوی مستغنی — صد گونہ عذابست ز جہلت ناشی
گر نامۂ تقدیر تو افتد بہ کفت — فی الحال شوی شہید و صدیق و ولی

۱۹۵ه

از تخمِ ضعیف نشو یابد شجرے — وز قطرۂ آب بستہ گردد گہرے
قرِ اکلیلِ جم بہ جامے دریاب — تاب و تپِ صد دل است اندر شررے

۱۹۶ه

ہر مطلوبے کہ طالبِ آن ہستی — یا از تو بُرہ دیا بشوی خود فانی
محبوب شود مرگ ہمین است نجات — پیوند قوی بدار با نورِ نبیؐ

۱۹۷ه

باطل چو گریخت کرد حق جلوہ گری — حق آمد و باطل بہ عدم شد سفری
تفسیرِ سلوک جذب از من بشنو — اذ غبت بدا و اذ بدا غیّبنی

نیرنگِ عشق

کیا گرم ہے حُبِ آفلین کا بازار
ہیں شمس ہوں ہر برق کو یہ ہے پندار
ہر سر کیلئے ہے ایک سودا درکار
جینے پر مر رہا ہے یہ لیل و نہار
کوئی زن و فرزند کو کرتا ہے پیار
جیتا ہے یہ بہرِ انبہ و سیب و انار
کرتی ہے کسی کو مست بوئے گلزار
یہ زیور پر فدا وہ خلعت پہ نثار
سودائے زر کے دیدنی ہیں آثار
کوسوں کا سفر اُسکو نہیں ہے دشوار
اِسکو شطرنج ہے توجہ کا مدار
یہ مستئ مے سے گلفشاں لالہ عذار
پاتا نہیں کوئی بے کمیٹی کے قرار
حُبِ وطن و قوم میں یہ ہے سرشار
یہ دیوانہ ہے شعرِ زلفِ خمدار
عزیٰ و منات و لات ہیں ہر سرِ کار
تینوں کے تینوں ہیں دداں خونخوار
صدّیق فقط ہیں اُس کے بت سے بیزار
القصہ ہے کائنات کل الفت زار
ہر ذرہ سے حُسن و عشق کا ہے اظہار
خیر و شر کا بھی عشق ہی پر ہے مدار
ابراہیمی نظر کو کر اپنا شعار
ظاہر ہے احدؔ نہیں مظاہر کا شمار
ہوتا ہے کہیں وہ خوف و حرماں کا شکار
اُس کا نہو دارین میں کیوں بیڑا پار
وہ سیرِ محیط اور وہ مرکز پہ قرار

یہ میکدہ غفلت کا ہے کیا صاعقہ زار
ہر مست کو یہ دھن ہے کہ میں ہوں ہشیار
ہر دل کیلئے ہے ایک دلبر ناچار
وہ صحتِ جسم کا ہے دائم بیمار
گاہک ہے کسی کے دل کا حسنِ بازار
وہ ازپئے حلوا و کباب و آچار
اور ہے کوئی وارفتۂ دشت و کہسار
آئینۂ سادہ دل بھی ہے کیا پُرکار
سوداگر تجھ سے کم نہیں بو تیمار!
دل جس کا اچھلتا ہے برائے مضمار
اور اُسکو مراقبہ ہے مچھلی کا شکار
وہ گرمئ نے سے سوز خوانِ موسیقار
پھرتا ہے اِنگلشن میں کوئی مجنون وار
اور اپنی زبان پر اُسے استکبار
وہ پروانہ ہے علم شمعِ رُخسار
یا گرم ہے مُلک و مال و زن کا بازار
سبطینؓ و علیؓ کے غم سے سینے ہیں فگار
دَیرِ اعظم ہے سومناتِ پندار
مربوط اسی سے ہیں ثوابت سیّار
دل میں ہے نظر۔ نظر میں دل اے ہشیار
یعنی وہی نور ہے کہیں اور کہیں نار
حُبِ آفل ہے مرگِ دل آخرِ کار
تکرارِ تجلّی بھی نہیں ہے زنہار
تغئیر کے قابل نہو جس کا دلدار
رکھتا ہو جو دل بہ یار اور دست بہ کار
محترم مرا پُرکار ہے مثلِ پُرکار

(مرشدی مدظلہ)

العشق ھو اللہ ہے راس الاسرار

نسبی تعلقات

(۱) میرے دادا اور نانا دونوں نواب انور الدین خان شہید والی ملک کرناٹک کے پرپوتے تھے۔ میری دادی (جو عالمہ اور شاعرہ تھیں) ہز ہائنس نواب والاجاہ فرمان فرمائے کرناٹک کی نواسی اور میری نانی ہز ہائنس نواب اعظم جاہ رئیس کرناٹک کی دختر تھیں۔ (۲) دادا کو سکندر جنگ کا خطاب تھا۔ نانا کو بہادر جنگ انور الدولہ اور اعظم الملک کے تین خطاب تھے نانی کو نواب کا والد مرحوم چچاؤں اور بہائیوں کو خان بہادر کا خطاب ملا (۳) میری دادی انکے والد اور برادران، میرے والد اور ان کے بہائی میرے تمام بہائی اور اولاد سب کو فطرۃ الٰہی نے شاعری کا ملکہ عطا فرمایا (۴) اٹھارہ برس کے سن میں میرے والد نے جو قصیدۂ عربی صنعت عاطلہ میں لکھا تھا وہ شائع ہوچکا ہے آپ مدراس یونیورسٹی کے فلو تھے اور گو انگریزی میں کوئی امتحان نہیں دیا تھا لیکن ذہنی و اخلاقی خصوصیات کی بنا پر گورنمنٹ نے ابتدا ہی میں آپ کو ڈپٹی کلکٹر بنا دیا۔

ذاتی حالات

(۱) ۱۸۹۶ء سے مجھے خاندانی پولیٹیکل پنشن ملا کرتی ہے (۲) بتقریب دربار جوبلی ہز ہائنس شاہ محبوب دکن کی حضور میں قصیدہ پڑھا تھا۔ ۱۹۰۹ء (۳) ۱۹۱۰ء سے مدراس یونیورسٹی کے بورڈ آف اسٹڈیز کا ممبر ہوں۔ اور (۴) ۱۹۱۱ء سے مدراس یونیورسٹی کا ممتحن (۵) باعتراف لیاقت فارسی و عربی و خدمات تعلیمی سرٹیفکیٹ آف آنر گورنمنٹ کا ملا ۱۹۱۱ء (۶) ۱۹۱۲ء سے زمیندار شانیورم ہوں (۷) ۱۹۱۳ء سے ہز ہائنس پرنس آف آرکاٹ جی سی ای ئی کا ایجنٹ۔ اور (۸) ۱۹۱۶ء سے آنریری مجسٹریٹ ہوں (۹) ۱۹۱۷ء میں وزیر ہند اور ہز ایکسلنسی ویسرائے بہادر سے امور سیاسی پر گفتگو کرنے کے لئے مدراس گورنمنٹ نے مجھے بھی مسلمانوں کا نمایندہ منتخب کیا تھا (۱۰) پبلسٹی کانفرنس منعقدہ ۱۹۱۹ء کا میں بھی ممبر تھا (۱۱) قوم کی جانب سے *لسان الحکمۃ کا خطاب اور ایڈریس اور تمغہ دیا گیا۔ اپریل ۱۹۲۰ء (۱۲) گورنمنٹ سے شمس العلماء کا خطاب ملا۔ جون ۱۹۲۰ء (۱۳) ۱۹۲۰ء سے امتحانات القاب مشرقیہ کا بھی ممتحن ہوں (۱۴) ۱۹۲۰ء سے میسور یونیورسٹی کا ممتحن اور اسکے بورڈ آف اسٹڈیز کا ممبر ہوں (۱۵) ۱۹۲۲ء میں ہز رائل ہائنس پرنس آف ویلز کے خیر مقدم کے لئے مدراس یونیورسٹی نے ایک شاندار جلسہ منعقد کیا ایک ہندو صاحب نے سنسکرت نظم اور میں نے فارسی نظم پڑھی خلعت اور تمغہ پایا (۱۶) لبوں کی جماعت کے عربی مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا ۱۹۲۲ء (۱۷) ۱۹۲۳ء سے گورنمنٹ مدراس کا مترجم فارسی ہوں (۱۸) آل انڈیا اوریئنٹل کانفرنس نے پنڈتوں کے ساتھ مجھے بھی خلعت دیا ۱۹۲۴ء (۱۹) مدراس

* انعقادِ جلسۂ تمہیدی کیلئے جو اشتہار نکلا تھا اس پر ۹۳ مشاہیرِ صوبۂ مدراس کے دستخط ثبت تھے۔ یہ جلسہ زیرِ صدارت جناب آنریبل سر محمد حبیب اللہ خان بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ ممبر گورنمنٹ منعقد ہوا تھا۔ رزولیوشن کی تحریک و تائید جناب مولانا تجمل حسین خان بہادر ایم اے۔ جناب آنریبل خان بہادر محمد عثمان صاحب بہادر ممبر گورنمنٹ۔ مولانا شرر مرحوم۔ جناب پروفیسر نعیم الرحمن صاحب ایم اے۔ جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب بہار جناب پروفیسر سید عبدالقادر صاحب بہادر ایم اے۔ آنرس۔ جناب عبداللہ بادشاہ صاحب بہادر بی اے۔ بیرسٹر نے کی۔ اختتامِ جلسہ کے وقت مولانا مولوی حضرت سید شاہ سلیمان صاحب پھلواری صدر تھے اور بڑی پُرجوش تقریر فرمائی۔ دوسرا جلسہ حسین لسان الحکمہ کا خطاب بھی دیا گیا اور ایڈریس بھی اسکی صدارت جناب نواب سر ہوکار خان بہادر محمد عبدالقدوس بادشاہ صاحب سابق شریفِ مدراس و ممبر کونسل نے کی جو اس وقت پریسیڈنسی خلافت کمیٹی کے صدر تھے۔ اس جلسہ میں اکثر اعیانِ شہر کے ساتھ جناب آنریبل سر عبدالرحیم صاحب بہادر اور آنریبل سر سی پی راماسامی ایر سی آئی ای ممبر گورنمنٹ بھی شریک تھے۔ اردو ایڈریس مولانا مولوی محمد عبدالمجید صاحب شرر مرحوم بانیٔ قومی رپورٹ نے پڑھا اور انگریزی ایڈریس جناب پروفیسر سید عبدالقادر صاحب ایم اے (آنرس) ایل ٹی نے۔ تیس معزز اصحاب ایڈریس کمیٹی کے ممبر تھے اور جناب محمد عبدالحق صاحب بہادر اور جناب موسیٰ سیٹھ صاحب بہادر ایم۔ ایل۔ سی سکرٹری۔

نقل صحیح ایڈریس

جناب لسان الحکمہ مولانا مولوی محمد عبدالرحمن صاحب بہادر شاطر مدراسی دام مجدکم

آج صوبہ مدراس اور سرزمینِ کرناٹک کی علمی و قومی تاریخ میں غالباً یہ پہلا دن ہے کہ قوم اپنے وطن کے ایک شاعر کی خدمت میں اعترافِ کمال کا وثیقہ پیش کر رہی ہے۔ مبارک ہے وہ شاعر جو قوم سے صلہ لے سکے اور مبارک ہے وہ قوم جو شاعر کو صلہ دے۔ مولانا یہ حقیقت آپ بھی جانتے ہیں کہ جہانِ سخن میں بہت سے شاعر اٹھے اور اپنے اپنے رنگ میں جلوہ گر ہوئے لیکن وہ اپنے معشوق اپنے ساتھ لائے اور صنم خانۂ عشق میں انکی وہ اچھی پرستش بھی کر گئی۔ یہ خرابات اب بھی آباد ہے اور رہیگی

تا زمیخانہ و می نام و نشان خواہد بود   سرِ ما خاکِ رہِ پیرِ مغان خواہد بود

مگر جناب عالی! آپ کے اعجازِ عشق نے نظم کے پردے میں عجیب ہنگامہ آرائی کی ہے

اور شاعری کی دنیا میں عظیم انقلاب پیدا کیا ہے۔ قوم صرف اسکے ردیف و قافیہ کی برجستگی پر یا آپکے لفظ و معنی کی چستی پر آپ کو مبارکباد نہیں دے رہی ہے بلکہ قومیت کا وہ سوز، حکمت کے وہ حقایق، فلسفہ کے وہ معارف اور مذہب کے وہ اسرار جنکو آپنے ظاہر کیا ہے قوم سے اعترافِ کمال کا وثیقہ طلب کر رہے ہیں اور ہم اپنے ضمیر کی رضا و رغبت سے یہ مطالبہ پورا کر رہے ہیں۔ جناب عالی! یہ ہم جانتے ہیں کہ شاعروں کے کلیات و دواوین پر تاریخی قطعات لکھے جاتے ہیں مگر یہ آپکے اعجاز عشق ہی کا حق تھا کہ اسکے لئے ہادیانِ ملت رہنمایانِ قوم اور اساتذۂ فن نے تعلیقات لکھے اور آپکے غیر معمولی کمال کا اعتراف کیا۔ وہ آواز جو اعجاز عشق کے اعتراف میں دامن ہمالیہ سے راس کماری تک گونج رہی ہے ہمارے کانوں تک بھی پہونچی۔ ہم دفعۃً چونک پڑے اور اس شاعر کو ڈہونڈہا جسکی قوت تجدید کی شہادت شبلی، حالی، اکبر و اقبال مجددین و آخرین سابقین نے دی ہے اور آخر ہم نے دیکھا کہ اعجاز عشق کا مصنف ہماری ہی قوم اور ہمارے ہی وطن میں موجود ہے مبارک ہیں ہم اور مبارک ہیں آپ جو خدا کے فضل سے ہمارے ہم مذہب ہم قوم اور ہم وطن ہیں۔

مولانا! آپ نے اعجاز عشق میں اسلام کے روئے روشن سے وہ نقاب اٹھا دی جو حکمائے یونان اور فلاسفرانِ یورپ نے ڈال رکھی تھی۔ عشقِ توحید نے اپنا اعجاز آپکے پردے میں ظاہر کیا، اور اپنی گفت و شنید کیلئے آپکا سینہ اور آپ کی زبان کھولدی ہے۔ آپنے مشرق و مغرب کو ایک پیام دیا ہے اور ہم مطمئن ہیں کہ شاعری کی یہ لسان صدق اپنا کام کریگی۔

اسکے علاوہ ہم آپکے روزانہ مذہبی جذبات، سیاسی حسیات، تعلیمی خدمات اور تمدنی خواہشات سے بھی ناواقف نہیں ہیں جنکی تکمیل و تعمیل میں آپنے قوم کا ساتھ دیا ہے اور قوم و ملت کی جمعیتوں، جماعتوں، انجمنوں اور مجلسوں کو اپنی رائے اور مشورہ سے فائدہ پہونچایا ہے۔ یہ ہمارا خیال صحیح ہے کہ فطرت نے آپ کو شاعری کے قالب میں ڈھالا تھا، مگر مذہب و وطن نے آپکو مہذب باخلاق، مصلح اور ہمدرد بھی بنا دیا۔

ہم دلی مسرت کے ساتھ اپنے زمانہ کا یادگار قائم کرنے کیلئے یہ وثیقہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور اپنی نیکنامی کا اظہار کرنے کے لئے آپکو "لسان الحکمۃ" کے موزوں لقب سے موسوم کرتے ہیں۔ خالق کائنات حی و قیوم سے ہماری دعا ہے کہ ہمارے زمانہ کو اور ہمارے دماغی و روحانی یادگاروں کو اور خصوصاً اعجازِ عشق کو حیات جاودانی عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم ہیں آپکے خیر خواہ (اراکین مولانا شاطر اڈریس کمیٹی مدراس)

تو جان ہے۔ ایمان ہے تیری ہی ولا

وہ جا کے حرا سے دینِ کامل لانا
وہ حکمت و فقہ کے بہانا دریا
وہ قیصر و کسریٰ کو دکھانا نیچا
کیا جانے کوئی یتیمِ اُمّی کیا تھا
جانِ عالم پہ جانِ شاطر ہے فدا!

وہ ناقہ سوار نورِ حق سرتا پا
وہ چادرِ لال وہ عمامہ کالا
وہ لاتثریب اور وہ شکرِ خدا
ایسا فاتح کبھی کسی نے دیکھا؟
لے تیرا امین تجھے مبارک بطحا!

تھے بزم میں عاشقانِ ادیانِ شہیر
تقریر بھی شمع اور منطق گلگیر
اوروں کے اساطیر تھے کل بے تاثیر
مسلم ہی کے پاس تھی دکھا دی تصویر
بول اٹھی وہ عالم کو کرونگی تسخیر

مومن کی نظر میں آخری ہے وہ نبیؐ
اور مظہرِ کامل ہے بقولِ صوفی
کہنا پڑا اس قدر تو دہری کو بھی
ممکن ہے کہ ارتقا کا خاتم ہو وہی
کیا شان ہے اللہ رے نبیِؐ اُمّی!

منقبت

مشرب مرا توحید ہے مذہب اسلام
محرم مرشد ہے اور نعمان امام
فاروقی و قادری و چشتی ہوں میں
اور خواجہ نقشبند کا بھی ہوں غلام
کردے گا وہ دل پہ نقش اللہ کا نام

دیکھا رومی کا حال و قالِ عرفان؟
یونانی! اب بتا کہ کیا ہے انسان

رباعیات کے متعلق ضروری اشارے

(۱۔ ۲۔ ۳) ایطا کو جائز سمجھتا ہون (۷) تصویر سے مراد سیرۃ ہے جسکے جزئیات تک تاریخ مین محفوظ ہین
(۱۰) رومی اور یونانی سے مولانا رومؒ اور ارسطو مراد ہین۔ (۱۱) بادشاہی اختیارات خدا رکھے اب تک
حیدرآباد مین باقی ہین۔ خدا جانے یہہ غلط خیال کیونکر پیدا ہوگیا کہ خلفاے راشدین کا نظام حکومت
یوروپ یا امریکہ کی جمہوریت سے ملتا جلتا تھا۔ (۲۴) حدیث مین ہے کہ سورۂ نور کی آیتین واقعۂ
افک کے متعلق نازل ہوئین تو والدین نے حضرت عایشہ رضؓ سے کہا رسول اللہؐ کا شکریہ ادا کرو لیکن
صدیقہ نے نہین مانا۔ اس انکار سے عصمت و صدیقیتِ عائشہ پر نفسیاتی استدلال کیا ہے جو نہایت
لطیف اور غور طلب ہے۔ (۲۵) پسر اور مادر سے حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ اور پدر اور دختر سے رسول اللہؐ
اور سیدۂ مطہرہ رضؓ مراد ہین (۳۱) روے سخن حضرت غوث الاعظمؓ کی طرف ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ
کی راے کس کے نزدیک قابل وقعت نہین؟ (۳۵) حضرت علیؓ کی ہجرت کا واقعہ ہے۔ (۳۷) بہ حالت
جنابت مسجد مین داخل ہونا حضرت علیؓ کے لئے جائز تھا۔ اور حضرۃ مطہرہؓ عذر نسوانی سے بری
تھین۔ (۳۹) حضرت غوث الاعظمؓ کے نام مبارک اور اُس آیت کے اعداد مساوی ہین جسکی نسبت ظنِ
غالب ہے کہ وہی اسمِ اعظم ہے۔ (۴۲) حدیث مین آیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی بزرگی عبادت سے نہین بلکہ اس سِر
کی وجہ سے ہے جو آپ کے صدر شریف مین ڈالا گیا۔ (۴۴) مثنوئ مولوی معنوی کی طرف اشارہ ہے جسکی نسبت
کہا گیا ہے ہست قرآن در زبانِ پہلوی (۴۷) یعنی مرشدی مولائی حضرت مولانا مولوی شاہ سید حسین صاحب
قادری قحرم مدظلہ العالی المتعالی جن کی غلامی نے شاطر کو شاطر بنایا۔ (۴۸) مولانا عبد العلی بحر العلوم جب وقت
مدراس تشریف لائے نواب والاجاہ شاہ کرناٹک نے آپ کی پالکی کو اپنے کاندھے پر اٹھالیا۔ الندوہ کے کسی
پرچے مین علامہ شبلی مرحوم نے اس واقعہ کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ قدر دانی علماء کی ایسی مثال تاریخ مین نہین ملتی۔
(۴۹) ہز ہائنیس پرنس آف آرکاٹ جی سی ای آئی مدظلہ العالی۔ (۵۱) دکن امیدون کا کعبہ بنا ہے
اے دہلی۔ اب اس کے بعد نہ تحویلِ قبلہ اصلا ہو۔ (۶۳۔ ۶۴) جنگ بلقان کے یادگار ہین۔ (۶۷)
حدیث مین آیا ہے کہ میت کو چلتے پھرتے دیکھنا ہو تو ابوبکرؓ کو دیکھو۔ یعنی آپ فنا فی اللہ تھے۔ حضرت عمرؓ کو دیکھ کر
شیطان بھاگ جاتا ہے یہہ بھی حدیث کا مضمون ہے۔ چوتھے مصرع مین رجعتِ شمس کی طرف اشارہ ہے۔ روایت
مشہور ہے بسند ضعیف ہو تو ہو۔ (۶۸) دختر سے مراد حضرت سیدۂ مطہرہ ہین۔ (۷۱) شیخ جن و انسان
یعنی شیخ جیلان (۷۳) حضرت موصوف کی فصاحت و طلاقت کا ذکر ہے (۷۴) تیسرا اور چوتھا مصرع عربی کا

ت کا ماتھا اور ہدایت کی زبان آپ دونون کے جامع تھے (۸۱) حضرت سلمان فارسی ابن
(حدیث) (۸۲) دیکھو نمبر ۴۳ - (۸۴) شاہ ولی اللہؒ صاحب مصنف حجۃ اللہ البالغہ -
ای (۸۵) مونس غار یعنی حضرت ابوبکرؓ۔ اس روایت کو شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی نے لکھا ہے
بھی ہے (۸۸) خیر التابعین اویسؓ قرنی۔ فیض اویسی صوفیہ مین مشہور چیز ہے۔ (۸۹)
سطامیؒ کا یہ واقعہ کیمیائے سعادت مین مرقوم ہے (۹۰) صح حضرت عبداللہ ابن مسعود
یس چوبیس ہوئے۔ ۲۴ رمضان ۱۲۹۶ھ شاطر کی تاریخ ولادت ہے۔ (۹۲) حضرت
ی (۹۴) کربلا کا واقعہ اور اسکے اسباب کون نہین جانتا البتہ اسکے نتائج غور طلب ہین
ابن عبدالعزیز۔ (۱۰۱ - ۱۰۲) حضرت فاروق اعظمؓ (۱۰۳) حضرت غوث الاعظمؓ
کا اخیر زمانہ کہ خانقاہ درگاہ حضرت محبوب الٰہیؒ مین گذر رہا تھا تو آنکھون کا کھویا ہوا نور
ن نہ کر دیتا۔ کلام کو غور سے پڑھو روح کی تجلیان ہین یا طور کی بجلیان (۱۰۶) صح کے
س پرنس آف آرکاٹ ظلہ العالی کے والدین دادا دادی پردادا اور بھائیون کے نامون کی
ین (۱۰۸) نظم و نثر فارسی و اردو کو مد نظر رکھو تو غالب کی ہمسری کا دعوی کون کرسکتا ہے
ن (۱۱۱) ہز اگزالٹڈ ہائنس شاہ دکن خلد اللہ ملکہ (۱۱۲) ۹۴ - (۱۱۴) شہدائے کربلا کے
نا ہو تو میر انیس کا کلام پڑھو (۱۱۵) قصائد تو مشہور چیز ہے۔ دیوان مین عرفی کے دل کا اصلی
(۱۱۶) وہی حکیم قاآنی جس کے ہان سب کچھ ہے۔ نہین ہے تو ایک عشق کی گرمی (۱۲۷-۱۲۸
ے کہ مرنے کے بعد فرشتہ ایک تصویر دکھا کے پوچھتا ہے کہ اس شخص کے باب مین تو کیا کہتا تھا اس
س طرح دیگا اسکے مطابق اس سے معاملہ ہوگا۔ شاعر اپنے آپ کو عالم مثال مین فرض کرتا ہے۔
فرشتہ کا جواب ہے اور دوسری جواب الجواب۔ ظاہر ہے کہ تصویر رسول اللہ ﷺ کے سوا اور کس
(۱۲۹) لغت (۱۴۱) میرے محسن دوست جناب خان بہادر محمد بذل اللہ صاحب سی ای ئی۔ او بی
ختر کی شادی مین تاریخ کہنے کے لئے بجد اصرار کیا گیا۔ اس فن سے مجھے کوئی مناسبت نہین ہے مین تو اسکو
تا ہون لیکن دوست کی طبع نازک کا پاس ضرور تھا دماغ سوزی کی اور یہ مصرع لکھا۔ ع -

۷۸۶

شاعری جزویست از پیغمبری

احسانِ عشق کا ضمیمہ

سنہ ۱۳۴۸ ہجری سنہ ۱۹۳۰ء مئی

شمس العلماء لسانِ حکمت شاطر

در مطبع نوجوان احاطہ مسجد والاجاہی ترپلکھڑی مدراس طبع شد

کتبہ محمد عبدالعزیز عادل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الہامِ محرم الحرام

مرّیخ میں مشہود تھی جنّت کی فضا | اور اک موالید تھا اعجاز نما
کی سیر بہت مگر مزا جی نہ لگا | یعنی کہیں کربلا کا پایا نہ پتا
بولا مریخ شکر کی جا شکوا | من یفسد و یسفک کا یہاں دخل ہے کیا
میں نے کہا ظالم اُلٹی گنگا نہ بہا | قسمت میں امانت نہیں گو تو ہے بڑا

در برفِ ہمالہ شعلۂ طور کجا

جسم و قوت حیات و ذہن اور خداؑ | حیوان انساں بنا تو ان کو جانا
اس میں ہے بحث کیا ہے اصلِ اشیا | ہے مادّہ یا ذہن ہے یا وجہِ خداؑ
بدأ ہو گر حیّ و ودودِ دانا | نغمہ ہو نبضِ ارتقا سے پیدا
توحید میں دہری کی ہے پستیٔ غنا | توحید میں صوفی کی ہے مستیٔ غنا
مضطرب زدہ عقل کی دوا ہے یہ دوا | اخلاق کا مرکز ہے عمل کا ماوا
خاکی کو کہاں سے ہے کہاں پہنچاتا | پیتا ہے جو خضرِ عشق یہ آبِ بقا
جب سیر ہوی ختم تو یہ بات کھلی | فانی فانی ہے اور باقی باقی

م اور خواب، اژدہا اور عصا | قرآن و کلامِ نفسی، اور شمس و ضیا

جبریلؑ و شکلِ دحیہؓ و اعرابی — جسم و جاں، وزن و شعر، لفظ و معنیٰ
کلّی و جزئی، اور عرض اور جوہر — شخص و عکس، اور حباب و موج و دریا
نقاش و نقش، واحد اور کل اعداد — اخلاق و دل علوم اور ذہن ترا
آب و برف و بخار، رشتہ و گرہ — تخم و شجر، الفاظ و نفس، ساز و صدا
یہ نسبتِ عبد و رب کی ہیں تمثیلیں — ناقص تر ناقص اور ان سے اعلیٰ
شاطرؔ ترکِ وجود کر کب تک قال — ہو جائیگا آشکار وہ کیا ہے کیا

تھی قوتِ ضوفشاں سے معمور فضا — ذرات اسی سے بن گئے اور اہبا
جن سے ہوئی اجرامِ سماوی کی بنا — بر وقت موالید ہوئے پھر پیدا
لاکھوں صدیوں کے بعد انسان آیا — حسن و نیکی و حق کا حس بھی لایا
انسان کی پھر ہونے لگی نشو و نما — مذہب کی ہے تاریخ کرشمہ اسکا
انجام ہے ان تمام چیزوں کا فنا — یہ ہے تحقیق جس پہ یورپ ہے فدا!

مجلس میں کر رہا تھا شاگرد ثنا — ہمت استاد کی ہے سب سے اعلیٰ
افلاطوں چپ! وہ دیکھ شاطرؔ آیا — واللہ ہے بے عدیل اس کا آقا
اعجاز کو کاش تو نے دیکھا ہوتا — کیا شان ہے اللہ رے شاہِ شہداؓ
سقراط کا چوم کر دہن میں نے کہا — اے حق گو جاں بلب بھلا ہو تیرا

حیوان کی ارتقا ہوئی جب پوری — ناطق کی فصل جنس کے ساتھ لگی

نوعِ انساں کی گرچہ صنفیں ہیں بہت | از روئے فضل چار ان میں ہیں بڑ
شاعر بے شک حکیم سے ہے افضل | دونوں سے ولی بڑا ہے اور اس سے
فرد الافرادِ انبیا ہے اُمّیؑ

انسان کی ارتقا میں جب بحث ہوئی | گھبرا گیا نیٹشے دلیلوں سے مر
جب بات نہ بن سکی تو کیسی شہ دی | شاطر تری قدر کس نے جانی پوری
میں نے کہا ہرگز نہیں پروا اس کی | دیتا ہے داد عقلِ اول میری
تو مان لے مظہرِ اتم ہے اُمّیؑ

ہیں نوعِ بشر میں کچھ صفاتِ ملکی | کچھ حیوانی ہیں اور کچھ شیطانی
ہیں ناول و تاریخ میں شکلیں ان کی | کیسی مکروہ اور کیسی پیاری
ان سب کی نمائش ایک ہی وقت ہوئی | تیرے صدقے سے یا حسینؑ ابن علیؑ

برزخ میں یہ فرہاد سے شیریں نے کہا | دیکھا کیا رنگ خون تیرا لایا
بولا وہ توبہ توبہ بکتی ہے کیا ! | ہے چاکِ نامۂ رسالت کی سزا
شیریں مرجھا گئی تو دی میں نے صدا | ناداں نہیں عشقِ مجازی کو بقا

مجھ سا نہ کوئی بھلا نہ مجھ سا ہے بُرا | جبریلؑ و عزازیل نے بھی یہ مانا
خودکُش ہے خودی کش ہے کوئی میرے سوا؟ | یارب تری مخلوق میں ہوں بے ہمتا

میں ظالم و جاہل ہوں مرا کیا کہنا

ناخن ہے کہاں، کہاں ہے چشم بینا | دونوں ہیں اگرچہ آدمی کے اعضا
میزانِ عقل میں نہیں تُل سکتا | حیوانِ منی کے ساتھ کرمِ امعا
توحید مٹاتی نہیں فرق اعیاں کا

توحید وہ اسلام کی وہ حفظِ حدود | کس دین میں کس فلسفہ میں ہے موجود
جبریلؑ کو صرف کیوں گئے بھول ہنود | کیا دہر کا رہنما نہیں اُس کا وجود
حالانکہ ہیں اور تین ان کے معبود

آدمؑ کی بکا اور تھی داؤدؑ کی اور | ملتے نہیں یعقوبؑ سے یحییٰؑ کے طور
سجّادؓ کے آنسوؤں کا ہے رنگ جدا | اور گریۂ حنّانہ بھی ہے قابلِ غور
گردوں کا جور ساغرِ عشق کا دور

مقصود بقائے نوع ہو تجھکو اگر[1] | رکھ جنگ و ولادت کی ضرورت پہ نظر
پردے سے ضرور نکلے عورت باہر | انساں جو بنے جنم بدلکر حجّر
الفاظ ہیں مختصر معانی بے مر

گاندھی و سیل اور بوس و ٹیگور | دنیا میں کم و بیش ہیں چاروں مشہور

[1] پردہ کی ضرورت و عدم ضرورت پر اخبارات میں مضامین بہت نکلے، دلیلیں یا جدلی و خطابی تھیں یا شعری و سفسطی، میں دیکھتا رہا

پچھلے دونوں بہت جئیں گے لیکن | شاعر کی حیات ہوگی ممتاز ضرور

ہے فیض سے زندگی کا رقبہ معمور

ہیں ہوش ربا حضرتِ باطنؔ کے کمال | ہر مظہر خود جمال خود ضدِّ جمال

ہر لحظہ ہے دل کو حسن کا شوقِ وصال | اور ظاہر و باطن کے قویٰ ہیں دلاّل

تفصیلِ نظامِ کُن کا یہ ہے اِجمال

آنے والی ہے موت سب کو ہے یقیں | بحث اس میں ہے وقت ہے معیّن کہ نہیں

دہری اِسے مانتا ہے مومن اس کو | صوفی کرتا ہے وقت کی بھی تعیُّیں

رازے کہ نہاں بود ہمیں است ہمیں

طالع حَمَلَ بود و مہ در سرطاں | در سنبلہ تیر راست با مہر قراں

برجیس بہ قوس و زہرہ اندر میزاں | توبے دلو اندراس و ترک و دہقاں

شکرِ یزداں کنم عیاں را چہ بیاں

اردو کرتی ہے دمبدم شکرِ الٰہ | کہتی ہے کہ آیۂ فَحَدِّث ہے گواہ

سلطانِ علوم ہے مرا شاہنشاہ | اور ہے شاعر مرا حقائق آگاہ

مدراس ہے اب ہند کا قبلہ واللہ

شاطر ہے خدا گواہ شاہد ہیں نبیؐ | ایسا نہیں شاہ ہیں زمانے میں کوئی
جس سے بزبانِ حال ہو عرض مری | لے لے مری عمرِ رفتہ دے دے اپنی
رحمٰنؒ کے احسان کی یہ ہے ہستی | شرمندہ ہے شاطری سے خود شانِ کئی

دل میں مرے نورِ معرفت ہو پیدا | امراضِ جسم و جاں سے حاصل ہو شفا
دارین میں سرخرو رہوں اور سرسبز | معصومہؑ و عابدِ شہیدین دعا

سقراط کو اللہ اللہ معلوم نہ تھا | کیا چیز ہے خودکشی شہادت ہے کیا
بے ہادیِ وحی نار کو سمجھا نورا | شاطر ہے غلامِ خامسِ آلِ عبا

غالب گو اپنے رنگ میں ہے یکتا | گو اس کا کلام سحر ہے بابل کا
اعجاز الہام وہ کہاں سے لاتا | شاطر پہ ہے لطفِ خاصِ غوثؓ و زہراؑ

رکھی مرے سر پہ تو نے اپنی کفِ پا | مرقد میں قدم کو تیرے میں نے چوما
پابوس کا خواب میں بھی اعزاز ملا | مجھ سا بندہ ہو اور تجھ سا آقا

گر نفس کو جانا تو خداؑ کو جانا | بھولا جو خداؑ کو نفس کو بھی بھولا
ہے قیدِ خودی خوف و غم و روسیہا | یوسف ہے تو زنداں سے نکل تخت پہ آ

جز نقلِ خطِ جبیں عمل نامہ ہے کیا
پندارِ وجود نے خطا کار کیا
منسوب بحق ہیں قول و فعلِ عرفا
اصحابِ کہف کا مقلّب ہے خدا

بیگانۂ رشد، رشد کا ہے بیٹا
پورِ سینا نہیں ہے طورِ سینا
برعکس نہند نامِ زنگی کافور
رازی کے لقب کا راز کیوں اب سمجھا؟

وہ منفرجہ بن گیا جو حادّہ تھا
طفرہ جو کرے زاویہ حیرت ہے کیا
دیکھا نہیں کاربن کو سیّال کبھی
نابالغ پیر کو تو اکثر دیکھا

فرعون تجھے آنا نے مقہور کیا
منصورؒ اسی آنا سے منصور بنا
جبریلؑ بھی عشق ہے عزازیل بھی عشق
کیا رازِ شگرف مجھ سے صنعاں نے کہا

وہ چشمِ ظہور یہ سویدائے خفا
وہ سب سے بڑا اور یہ سب سے چھوٹا
ایٹم ہے اِدھر شمس اُدھر بیچ میں میں
اطراف کی قسمت میں خودی ہے نہ خدا

شاطر سے یہ سیّارہ اُونے پوچھا
کیا یاں بھی ہو گا کوئی تجھ سا پیدا
بے ساختہ اس نے کہا چاہے جو خدا
ہر ذرّۂ کائنات ہو شاطر زا

پیری و مرض درد ہیں اور موت دوا
آئیڈ اِس کو کہو تو وہ ہیں سوڈا

ناطق فصلِ قریب ہے یا عاشق	لے تیرا سفسطہ بھی گم صم ہے یہان

کیا صاف ہے آیتِ امانت کا بیان

مدح

۱۱ دارائی و قیصری و خاقانی کا	تیرے ہی سر ہے آج شاہا سہرا
گھر والون کا ذکر کیا ہین وہ تو شیدا	باہر والون کا بھی نہین ہے کھٹکا

شاہوں مین ہے اقبال کا تیرے چرچا

۱۲ عارف تھا بڑا عجیب دل پایا تھا	ہین طرزین اسکی خاص ادائین کیا کیا
جب تیرا دیوان پڑھا اکبر کا	آیا بے اختیار جی مین آیا

یہ ہو تو ہو خود بینیٔ شاطر کی دوا

متفرقات

۱۳ افعال کی توحید ہے دل کا ہادی	قربانیٔ نفس ہے تقاضا جس کا
گر شر نہ ہو پھر یہ کس مرض کی ہین دوا	صبر و شکر و دعا و تسلیم و رضا

ملتی ہے کسے نجات بیدل کے سوا

رباعیات بہ التزام چہار قافیہ

حمد

۱۴ دنیا فانی ہے ملک و دولت فانی	اور ساری لذتین ہین اس کی آنی

شر سے شر دل کے خیر بن جاتا ہے | ہیں سبقتِ رحمت کے کرشمے کیا کیا

دہری بیشک ہے عقل کا توپتلا | اک آن میں راز دہر کا کھول دیا
کیا کچھ بھی نہیں مادہ و جنبش کے سوا ؟ | کمبخت یہ حق و حُسن و نیکی ہیں کیا ؟

پیدائش زندگی فنا اور بقا | چاروں کے واسطے ضروری ہے خداؔ
شاؔطر کے دل و دماغ کا ہے فتویٰ | انسان کی فطرت پہ ہے مذہب کی بنا

دریا سے نمک نکالنا ہے جھگڑا | دولت کی تلاش میں سر اپنا نہ کھپا
سعیِ بے سود میں جو آتا ہو مزا | اُس پارے میں ہے ریڈیم اور سونا

دنیا والوں کی جانتا ہوں عادت | مرجانے کے بعد کرتے ہیں یہ عزّت
ڈھارس مجھے دے رہے ہیں اللہ رے ہیں | عیسیٰؑ و حسینؑ کی ہے کیسی شفقت

کچھ لوگ ثنا گر ہیں ترے ابنِ سعود | کچھ لوگ سمجھتے ہیں تجھے نامسعود
کیا ہے توحید پوچھ بو یحییٰ سے | ہو ہادمِ لذّات کا جس وقت ورود

فانی اوثان کا تھا قاروں عابد | مجنوں تھا حسنِ عارضی کا ساجد
دونوں کے غلام ہیں جہاں میں لاکھوں | ہے ربؒ مرا رحمنؒ و جمیلؒ و واجدؒ

موسیٰؑ کرتے ہیں برخ سے استمداد
بر آتی ہے آصف سے سلیماںؑ کی مراد
معلوم ہے بد دعائے بلعم کا اثر
اس عین میں کچھ خاص نہیں استعداد؟

جب صفر کی قوت کو پہنچتے ہیں عدد
کھو دیتے ہیں فرقِ نسبتی بن کے احد
تمثیل سے بھی درست ہے استدلال
شاطرؔ نیستی سے لے تو بھی مدد

شاعر تھے انبیا صحابہ شاعر
تھے فنِ شعر میں ائمہ ماہر
اللہ کے سیکڑوں ولی شاعر تھے
شاعر تھے جنابِ شیخ عبد القادرؒ

ہر عہد نے تسلیم کیا اس کا وقار
شاعر کے فضائل میں ہیں اخبار آثار
ہر سورہ کا سر نامہ ہے اک مصرعِ تیز
اللہ رے معراجِ سخن کا اظہار

اعجاز ہیں ارتقا کے کس سے ظاہر
جبریلؑ سے پوچھ کیا ہے اصلی شاعر
مانیؔ۔ سقراطؔ۔ باربدؔ۔ خسروؔ۔ قیسؔ
اس کو دعویٰ نہیں کہ میں ہوں شاطرؔ

ہے دامِ ہوا و حرص میں نفس اسیر
اسرارِ حیات سے ہے جاہل بے پیر
امراض ہیں جوع البقر اور استسقا
کافی ہیں دمِ آب و لبِ نانِ شعیر

زالِ دنیا کی خوب دیکھی تصویر
کیا سرد ہے اب دل پہ مرے وہ بے پیر

اکلیلِ جم بھی کاسۂ سائل ہے
اُگیا راتِ بھی کیا خواب تھا اور کیا تعبیر!

دہ ہر لیست جگر فگار از دہرۂ دہر
در ساغرِ او ریختہ شد زہرۂ زہر
از نشۂ نشأتین او راچہ نشاط
بہرامی ہا بہانۂ بہرۂ بہر

کہتا ہے عطارد نہیں کھلتا یہ راز
کیوں چرخِ اثیر کو زمیں پر ہے ناز؟
شاید اب بھی وہاں ہے کوئی شاعر
صاحب الہام اور صاحب اعجاز

رحمتؒ کی نعمتوں سے پُر ہے آفاق
ہر چیز میں حُسن ہیں ہے چشم مشتاق
جنت یُلاق اور دوزخ قِشلاق
اللہ رے دلدادۂ رحمت کا مذاق

آتا نہیں واللہ بلانے سے عشق
جاتا نہیں زنہار چلانے سے عشق
کہتی ہے عقل ہے یہ کیسا بدمست
رکتا ہے نہ آنے سے نہ جانے سے عشق

وہ درد جو تھا بتولؓ کو بعدِ رسولؐ
وہ داغ علیؓ کو دے گئی تھیں جو بتولؓ
صدقہ دونوں کا مجھ کو دل دے یارب
وارثِ امانت ہے ظلوم اور جہول

سائنس کی فکر میں ہے گرگٹ کا حال
منطق ہے فلسفی کی مکڑی کا جال
اڈنگٹن بھی ہے اب قیامت کا مقر
سمجھا ہے اسکو انٹراپی کا مآل

شاطر سے سنو عشق و ہوس کی تمثیل
یہ آتشِ نمرود وہ گلزارِ خلیلؑ
گوسالۂ سامری ہو کیونکر وہ طفل
تھی جس کی زباں عصمتِ یوسفؑ کی دلیل

ہر دم ہے تجلّیاتِ اسماء کا نزول
لیکن کوئی مستعد بھی ہو بہرِ قبول
پیدا ہوئی جب زمین میں استعداد
شاطر میں کیا روحِ عطار نے حلول

اسما کو ظہور میں تعطّل ہے محال
یعنی متجدّد ہیں دمادم امثال
مغرب پہ کوانٹم تھیوری سے کھلا
اِشراقِ جہاں نمائے صوفی کا حال

باطل ہے اتحاد باطل ہے حلول
حق کیلئے ثابت ہیں تجلّی و نزول
والشمس کی میں کھا کے قسم کہتا ہوں
قرآن سے ماخوذ ہیں صوفی کے اصول

ایتھر میں خلا ہو تو حرکت ہے محال
معدوم ہو ایتھر تو ہے باقی اِشکال
ہم دیکھتے بھی ہیں آنکھ بھی ہے محفوظ
اس راز کو سمجھے عقل کی کیا ہے مجال

سچ ہے کہ نہیں سنّتِ حق میں تبدیل
مانا کہ مظاہر میں ہے ربطِ تعلیل
گھٹتا بھی ہے بڑھتا بھی ہے سردی سے آب
فطرت کے قوانین کی کیا ہو تشکیل

بشگافتہ سینۂ قلم نوکِ حسام
سجّادہ زبرجبیں ربودہ بہرام

نیشِ عقرب کمانِ زوریں بشکست | ماہی را گر برہ در آوردہ بدام

برقی ذرّات صورتِ دل تھے تپاں | یعنی تھی جستجوے کامل انساں
اعدادِ محمدؐ اور عناصر ہیں ایک | یعنی ہے وہی مقصدِ تخلیقِ جہاں

کالج کا نہ مدرسہ کا ہے کچھ احساں | پھر بھی ہوں مغزِ فقہ و جانِ عرفاں
فہمِ امّ الکتاب اور ہیچ مداں ! | اُمّی کا معجزہ ہے عبد الرحمٰں

کسطرح سلامت رہیں نفس و دل و جاں | جہل و شہوت کے دام میں ہے انساں
دامن کو نبیؐ کے تھام ، امن ہے یہی | معصوم سے دور ہیں خطا و نسیاں

معدوم ہے شاطرِ اور موجود ہوں میں | مشہود ہوں مقصود ہوں معبود ہوں میں
میں علم ہوں میں حیات میں قدرت ہوں | میں عشق ہوں میں حسن ہوں اور جود ہوں میں

اب ہے یہ فزکس اور ریاضی کا بیاں | محصور نہیں گو متناہی ہے مکاں
ہے کوئی جو امریکہ و یورپ سے کہے | شاطر سے سنو رازِ مکاں سرِّ زماں

مخدوم کو خادم پہ نہیں فوق نہیں | ہیں اس کے مصدّق آسمان اور زمیں
کیا یوسف و داؤد نہیں حاملِ وحی؟ | کیا شاہِ رسلؐ نہیں خدیجہؓ کا امیں؟

ہے موت سے بے خبر جو انساں نہیں | بے بہرہ ہے وحی سے جسے کان نہیں
آئینۂ نیستی کا سیماب ہے عشق | جس ذرہ کو دل نہیں اُسے جان نہیں

اے ختمِ رسل فداک اُمّی و ابی | تو سب سے بڑا مظہرِ اسمِ ہادی
کس نے پائی ہے یہ فضیلت تیری | تیرے دریوزہ گر کروروں ہیں ولی

انساں سے بڑھکر نہیں محتاج کوئی | محتاجِ تعامل و تصاحب ہے یہی
محتاجِ اساتذہ ہے محتاجِ نبی | ظاہر ہے کہ طفلی میں ہے محتاجِ ولی

اے آئنہ آزری بھی تیری دیکھی | اب دیکھ رہے ہیں شانِ ابراہیمی
برنائی و پیری پہ ہے منّت تیری | تو خوابِ ناز تو اذانِ سحری

اعیاں کی قابلیّتیں ہیں مخفی | اور ہے صحبت میں شانِ مقناطیسی
ہیں مریم و جبریلؑ روان و دانش | ہاروت و زہرہ نفس اور چالاکی

عاشق سے جدائی ہو عزت ہے یہی | معشوق سے صحبت رہے راحت ہے یہی
دونوں رہیں تیرے ساتھ جنت ہے یہی | دونوں کا فراق بس قیامت ہے یہی

فکر و حیرت پہ فلسفہ ہے مبنی | سائنس قیاس و تجربہ سے ناشی

اسلام روایت و درایت کا طور | احساں عشق و یقیں کا شورِ ازلی

منکر کو بھی مومن کو بھی ہیں رنج و خوشی | یہ صبر و شکر اور وہ فکر و شیخی
دونوں کو اجل کھینچ رہی ہے ہر دم | خوف اُس کا اچھل رہا ہے امیدِ اِسکی

فرتابِ خیال

ناظم ہیں سیکڑوں ہزاروں نقّال | یہ سنگ ہیں وہ عقیق یاقوت اور لال
ہر عصر میں ہر شہر میں شاعر کا ہے کال | یہ کیوں نہو جب دہر میں ہے قحطِ رجال
شاعر ہے جو ہو شعور سے مالا مال | جس سے روح القدس کے ظاہر ہوں کمال
محسوس ہو جسکو نبضِ فطرت کی چال | آئینہ ہو حالِ ماضی و استقبال
ابداعِ معانی میں ہے شاعر کو کمال | شاگرد بدیع کا ہے وہ فرخ فال
شاعر کا دم بہارِ فردوسِ جمال | شاعر کا قلم نشترِ قیفالِ خیال
شاعر کی زبان موجۂ آبِ لآل | شاعر کا بیان حکمت و سحرِ حلال
احساس و ادراک دونوں ہیں مستِ نوال | شاعر ہے نگیسا دمِ زرتشت مقال
نفعِ حکماء وعدہ بہ پیغامِ خیال | فیضِ شعرا بوسہ بہ ہنگامِ وصال
کیا خوب کہی طبیب و شاعر کی مثال | یہ کوہِ نور ہے وہ انجن کا زغال
سلطان کو ظاہری حکومت کچھ سال | شاعر کو علی الدوام تسخیرِ رجال
شاعر کو کیمیا کے فن میں ہے کمال | شاعر کی سیمیا ہے حیرت تمثال

زورِ پرِ جبریلؑ ہے شاعر کا خیال
اک آن اسکی نہ نور کے لاکھوں سال

شاعر کے قلم میں فتنۂ حشر کی چال
شاعر کا نفس دمِ مسیحا کا ہمال

رومیؒ کی نئے سے پوچھ شاعر کا حال
شاعر کا قال خونِ منصورؒ سے لال

دل میں عشق اور زبان پر استدلال
ابنِ عباسؓ کے ہے جامہ میں بلالؓ

شاعر کی نظر میں ہیچ ہیں مال و منال
دنیا نظر آتی ہے اسے وہم و خیال

اللہ رے شانِ ہمت و استقلال
ہوتا نہیں وہ تیغ کے آگے بھی ہلال

خودداریِ شرک سوز ہے اس کا کمال
کیا ظلم ہے اسکو کبر سمجھیں جہال

بخل و طمع و رشک نہیں اس کے خصال
کملی اس کی ہے اطلسِ چرخ کی شال

شاعر کا شعار ہے خلوصِ اعمال
شاعر کا دثار ہے اگر صدقِ مقال

الیاسؑ و خضرؑ کا ہے شاعر ہم سال
فیضِ جاری کو اس کے کیا خوفِ زوال

شاعر کی نگاہ ہے زلیخا کا خیال
شاعر کا قلب ذروۂ طورِ جلال

تسخیرِ دل و دماغ شاعر کا کمال
ہے جدتِ ذوق و نفع سے مالا مال

کرتی ہے اسکو حکمتِ حقؐ ارسال
لاتا ہے نیا پیامِ عقلِ فعال

اردو شاعر ہیں دس بفضلِ فضال
ہیں جن میں پانچ فائزِ عرشِ کمال

افعل فاعل فعیل فاعل افعال
باقی ہیں میم شین حامیم اور دال

کہتا ہوں کبھی خوف میں تو ربؑ ہے مرا
مایوس ہوا تو تیرا انکار کیا
پی لی تھوڑی سی جب تو منصورؒ بنا
گر وجد میں ہے زباں پہ میں رب ہوں ترا
غالب ہوی کر پڑی تو لاادری تھا
خالی ہو اخم تو ہو کا نعرہ مارا
کیا کیا گن مجھ کو دکھے لیتا ہے مزا

تمت

ڈھارس دے کسی کے دل کو الفت کس کی | میرے باقی ہے کون تیرا ثانی

حمد و نعت

ممکن ۱۵ سے ممتنع ہے واجب کی ثنا | عقلِ اول نے ما عرفناک کہا
ادراکِ عقول سے ہے خود وہ بالا | سبّوح کا قدّوس کا پھر کیا کہنا

نعت

بسمل ۱۶ سا رگِ جان کو تڑپتے پایا | جب دل سے کبھی نام محمّد کا لیا
پتھر کے دلوں کو بھی اچھلتے دیکھا | ترتیل سے جب کتاب امّی کو پڑھا

دینِ ۱۷ فطرت کی ہر جگہ ہے شہرت | باقی ہے خلافت و کتاب و سنت
ہوتی جاتی ہے کم زمین کی وسعت | دنیا کو نئے نبی کی اب کیا حاجت

اب ۱۸ کس لئے آئیگا کوئی پیغمبر | امّی سارے علوم کا ہے مصدر
تخمِ الفت کا قلبِ عارف ہے ثمر | نو شاہ سے چھپ سکیگا کیا اسکندر

تفسیر ۱۹ ہے کُن کی ارتقا کا دفتر | سب سے اکمل ہے آخری پیغمبر
اب کیا ہوگی ضیاء انجم رہبر | مغرب کھول آنکھ یہ ہے مہرِ خاور

اعجاز ۲۰ اسے کہتے ہیں کہ سب ہیں حیران | امّی لائے کتاب وہ بھی فرقان!

کیا خوب کرے زیر و زبر نظمِ جہاں
عبد اللہ کا یتیم اللہ کی شان!

۲۱؎ کس کے عشاق تھے زیادہ سب سے
اور سب سے بڑے ہیں کارنامے کس کے
سنتے ہیں کہ یورپ میں مورخ ہیں بڑے
انصاف سے کوئی تو جواب اس کا دے

۲۲؎ دہری ہوں حق پرست مشرک صوفی
ڈاکو کشورستان ہوں جاہل مفتی
دنیا نے کبھی ایسی ترقی دیکھی؟
اللہ کی قدرت تھا عرب کا اُمّی

نعت و منقبت

۲۳؎ یعقوبؑ تھے مائلِ جمالِ محبوبؐ
موسیٰؑ تھے قائلِ جلالِ محبوبؐ
غوث الاعظمؒ میں ہے کمالِ محبوبؐ
لاریب ہے وہ وارثِ حالِ محبوبؐ

۲۴؎ وہ افک کا واقعہ وہ زاری بے حد
وہ وحی وہ زورِ حق حمیرا کی وہ کد
ہے عصمتِ صدیقہ کی قرآن سند
مَا یَنْطِقُ کا ظہور ہے لَا اَحْمَدْ

۲۵؎ زن ہو یا مرد ہے خداؐ کا مظہر
تکمیل طلب تھی فطرتِ نوعِ بشر
تھا نقشِ اولین پسر اور مادر
اور نقشِ آخریں پدر اور دختر

۲۶؎ ہے جد مرا فاروق پیمبر کا وزیر
اور میرا ہے پیمبر رسولوں کا امیر

سردار سب اولیا کا ہے میرا پیر — اللہ رے مین واہ رے میری تقدیر

۲۷
ابراہیم اور انکے بیٹے پوتے — یہ بھی ہین پانچ جن کے رتبے ہین بڑے
وارث نہین گر پنجتنِ پاک ان کے — ابراہیمی درود کے کیا معنے

۲۸
جب بڑھ گئی حد سے مشرکون کی سختی — محبوبِ خدا نے نیتِ ہجرت کی
عشاق کو اظہارِ وفا کی سوجھی — ہمراہ خلیفہ تھا بچھونے پہ وصی

۲۹
امیِ عرب فداہ امی وابی — دنیا ہوا ور کتابِ محفوظ اس کی
غزالی وابنِ عربی ورومی — یہ بھی تھے کاسہ لیسِ شیرِ امی

منقبت

۳۰
ہے فاتحِ بابِ جذب ختم الخلفا — صدیقہ ہے صدیقہ بتولِ زہرا
دونوں ہیں حبیبِ خاصِ محبوبِ خدا — ان کے گھر سے ملا جسے عشق ملا

۳۱
تو افسرِ اولیا ہے محبوبِ خدا — اے نورِ نبی مقام تیرا ہے انا
ہوتا ہے ولی وہی بقولِ عرفا — جو تجھ مین علی مین یا نبی مین ہو فنا

۳۲
انس و ملک وجن کا وہان ہے پھیرا — اجمیر کا دربار ہے کیا کام روا

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.